

حج کے موقع پر

لبیک ، لبیک

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

جلدی جلدی تازہ وضو کرکرا، جامہ احرام میں ملبوس، اپنے معلم کی رہنمائی میں حرم کو روانہ ہوئے۔ فاصلہ کچھ بہت زیادہ نہیں، کوئی تین فرلانگ کا ہوگا، چند منٹ میں پہنچ گئے ہوں گے مگر نہ پوچھیے کہ یہ چند منٹ اس وقت کے کھنڈے معلوم ہوئے!

زبان پر لبیک لبیک ہے، لیکن دل کہہ رہا ہے، کون سی تمنا ہے، جو اس وقت دل میں نہیں؟
تمناؤں کا ہجوم آرزوؤں کی کش مکش اور پھر ہیبت و دہشت کہ کس دربار میں حاضری ہو رہی ہے۔ دل ہے کہ ہر لمحہ اس کی دہشت بڑھتی جا رہی ہے اور قدم ہیں کہ ہر قدم پر بھاری ہوتے جا رہے ہیں۔ کہاں کسی سیہ کار کی جبین اور کہاں کسی بے مکان و بے نشان کا سنگ آستانہ یہ ناپاک قدم کس پاک سرزمین کو روند رہے ہیں؟ آہ یہ گلیاں تو تیرے اس خلیل کے قدموں کے لائق تھیں، جو تیرے نام پر دہکتی ہوئی آگ میں کودا تھا اور جو محض تیرا اشارہ پا کر اپنے پلے پلائے نورِ نظر کے حلقوم پر چھری پھیر چکا تھا! اسی کم سن لڑکے کے لائق تھیں جو محض تیری رضا کے لیے بے خطا و بے قصور اپنے ذبح کرانے کو حلق سامنے کر کے ہنسی خوشی لیٹ گیا تھا! تیرے اس حبیب اور محبوب بندے کے لائق تھیں جو تیرے نام اور تیرے پیغام کی منادی کرنے کے جرم میں انھی گلیوں میں سالہا سال ہر طرح کی ایذائیں سہتا اور اذیتیں برداشت کرتا رہا تھا۔

سننے چلے آئے تھے اور کتابوں میں بھی بار بار پڑھا تھا کہ کعبہ تجلی گاؤ جلال ہے۔ یہاں تجلیاتِ قہری کا زور ہے۔ رواجوں کا اثر دل میں بیٹھا ہوا تھا، ہیبت و دہشت کا غلبہ تھا، ہمت

بار بار جواب دے رہی تھی، اور دل یہ کہہ رہا تھا کہ سامنا کیوں کر کیا جائے گا؟ ”زمین“ کی زبان سے یہ مصرع بار بار سامنا تھا کہ ع

تو مرا خراب کر دی بہ ایں سجدہ ریائی!

اس دکھلا دے کے سجدے سے تو نے مجھے برباد کر دیا

دل کھٹک رہا ہے ذرا کان لگا کر سننا کہیں یہ ندا اس وقت اسی مسجد حرم کی سرزمین سے تو نہیں آ رہی ہے؟ شاعری کی دنیا میں بارہا یہ آواز کانوں میں پڑ چکی تھی ۔

چو بطوف کعبہ رقتم بحر رہم نداوند

تو بروں درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

جب میں کعبہ کے طواف کے لیے گیا تو مجھے حرم میں داخل نہ ہونے دیا گیا اور کہا گیا کہ تو نے حرم سے باہر اپنی زندگی میں اللہ کی نافرمانی کی اب بیت اللہ میں کس منہ سے آتا ہے۔

کیا آج اور اس وقت یہ شاعری حقیقت بن کر رہے گی؟ یا اللہ اس پاک سرزمین پر اپنی ناپاک پیشانی کو کیوں کر رگڑا جائے گا؟ اس عظمت و جلالت والے مکان کے طواف پر کیسے قدرت ہوگی؟ جن گلیوں میں ہاجرہ صدیقہؓ دوڑی تھیں، نبی کی ماں اور نبی کی بیوی دوڑی تھیں وہاں اس تنگ امت سے ”سعی“ کیوں کر بن پڑے گی۔

لیجئے مسجد حرام کی چار دیواری شروع ہو گئی۔ کئی دروازے چھوڑتے ہوئے باب السلام سے اندر داخل ہوئے۔ کس کے اندر داخل ہوئے؟ اس ارض پاک کے اندر اس بقیعہ نور کے اندر جہاں ایک نماز ایک لاکھ یا کم از کم ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے! اندر داخل ہوتے ہی نگاہ اس سیاہ غلاف والی عمارت پر پڑی جسے خشکی اور تری میں نہ سا سکتے والے نے زمین و آسمان، عرش و کرسی کی سائی میں نہ آنے والے نے، وہم و خیال کی وسعت میں نہ گھرنے والے نے ”اپنا گھر“ کہہ کر پکارا ہے۔ نگاہ پڑی اور پڑتے ہی جہاں پڑی تھی وہیں جم کر رہ گئی! اس گھڑی کی کیفیت کیا اور کن لفظوں میں بیان ہو۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ کلیم اللہ کے ہوش و حواس کسی ایک جگہ کی تاب نہ لا سکے تھے۔ جب ”جلی بیت“ کا یہ حال ہے کہ ہوش و حواس قائم رکھنے دشوار

تو ”رب البیت“ کی تجلی نے خدا معلوم کیا غضب ڈھایا ہوگا۔ جب ”گھر“ کی برق پاشیوں کا یہ عالم ہے تو ”گھر والے“ کے انوار و تجلیات کی تاب کون بشری آنکھ اور انسانی بصیرت لاسکتی ہے؟ اللہ اللہ! کیا حسن و جمال، کیا رعنائی و زیبائی، کیا خوبی و محبوبی، کیا دلکشی و دلبری ہے! جن لوگوں نے اسے قہر و جلال کی تجلی گاہ بتایا ہے، خدا معلوم انھوں نے کیا اور کس عالم میں دیکھا۔ اپنا تو یہ حال تھا کہ سر تا پا مہر و جمال ہی ٹپکتا نظر آتا تھا اور ہر چہار طرف سے رفق و الفت، شفقت و مرحمت کے کھلے ہوئے پھولوں کی خوشبوئیں لپکی اور دوڑی چلی آ رہی تھیں۔ ابراہیمؑ کی خلعت، اسماعیلؑ کی فداکاری، ہاجرہؑ کی مسکینیت، اللہ اکبر! جہاں تینوں آنکھا ہوں، انوار مہر و جمال کی تجلیات اس ٹھکانے سے بڑھ کر اور کہاں ہوں گی! اب نہ قلب کو اضطراب ہے، نہ طبیعت میں انتشار، نہ خوف نہ دہشت، نہ رعب نہ ہیبت، سر تا سر سکون ہے اور انبساط و سرور ہے اور نشاط و اومض، دَخَلْنَا كَانًا اِیْمِنًا کی تفسیریں بہت سی پڑھی تھیں لیکن جو تفسیر اس گھڑی بغیر کسی کتاب و عبارت کے توسط کے لوح قلب پر القا ہو رہی تھی، وہ سب سے الگ، سب سے نرالی، سب سے عجیب تھی اور اگر فاش کوئی کی اجازت دی جائے تو اپنے حق میں سب منقول و مکتوب تفسیروں سے بڑھ کر صحیح بھی تھی، آہ۔

در مصحف روے او نظر کن

خرد و غزل و کتاب تا گئے؟

اس کے چہرے کی زیبائی کو دیکھیے! اے خرد! شعر و کتاب میں کب تک مشغول رہو گے۔

غزائی، احباء العلوم میں لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن کعبہ کا حشر بناؤ سنگار کی ہوئی نئی دلہن کی شکل میں ہوگا، لیکن یہ قید اس روز کے لیے کیوں؟ اور اس کے مشاہدے کے لیے قیامت کے انتظار کی کیا ضرورت ہے؟ قسم ہے خانہ کعبہ کے رب کی کہ کعبہ آج بھی نئی دلہنوں ہی کی طرح حسن و جمال، رعنائی و زیبائی، دلکشی و دلبری کے پورے ساز و سامان سے آراستہ ہے، اور اپنی خوبی و محبوبی میں بجز مدینہ کی مسجد نبویؐ کے نہ کوئی شریک رکھتا ہے نہ سہیم۔ اسے محبوبیت کے جامے میں حسن و جمال کی جملہ اداؤں کے ساتھ اس عالم ناسوت میں کس نے نہیں دیکھا؟ آنکھیں رکھنے والوں نے دیکھا اور انتہا یہ ہے کہ جو بصیرت سے محروم، اور بصارت سے ضعیف ہے، اس تک نے دیکھا! شاید امام غزائی ہی نے یا کسی اور بزرگ نے فرمایا ہے کہ آج جن آنکھوں نے خانہ کعبہ کی

زیارت کی ہے کل ان میں اتنی قوت و استعداد پیدا کر دی جائے گی کہ وہ رب کعبہ کا بھی دیدار کر سکیں۔ اس مرتبے اور اس اکرام کا کیا کہنا، لیکن اس مرتبے کی توقع تو وہ کرے جو خود ذی مرتبت ہو۔ ہم جیسے در ماندوں اور زبوں ہمتوں کے لیے کیس کو چھوڑ کر مکان ہی کا دیدار خود کیا کم ہے! روایات میں آتا ہے کہ خانہ کعبہ پر نظر کرنا ایک مستقل عبادت ہے اور شاید کسی حدیث میں یہ تصریح بھی آگئی ہے کہ کعبہ پر روزانہ ۱۲۰ رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے جن میں سے ۶۰ ان کے لیے ہیں جو اس کے اندر نماز پڑھتے ہیں اور ۴۰ ان کے لیے ہیں جو اس کا طواف کرتے ہیں اور ۲۰ ان کے لیے ہیں جو اس کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ لیکن اجر و عبادت سے قطع نظر کر کے اپنے ذوق و شوق اور ولولے کے لحاظ سے کون دل ایسا ہے جو اس کی ہوس دیدار سے خالی اور اس کی حرص نظارہ سے کورا ہوگا؟ جی بیتاب کہ دیکھیے اور پھر دیکھیے، ابار دیکھیے، ہزار بار دیکھیے، دیکھتے رہیے، اور دیکھیے جائیے اور دیکھنے سے کبھی نہ چھپے۔ ع

نظارہ ز جنیدن مرگاہاں گلہ دارد

منظر اتنا خوب صورت ہے کہ آنکھ چھپکنے پر بھی نظارہ گلہ کرتا ہے کہ آنکھ چھپکنے کی مدت بھی منظر سے محروم کیوں ہوئی؟

بار معاصی و ذنوب سے دبا ہوا انسان! کیا تو گناہوں کے بوجھ کا مقابلہ اللہ کے بخور و رحمت سے کرنا چاہتا ہے؟ تیرے گناہ خواہ کتنے ہی ہوں بہر حال گنے جاسکتے ہیں۔ پر خدائے رحمن و رحیم کے کرم بے حساب کی پیالیش ساری دنیا جہاں کے مہندس مل کر بھی کر سکتے ہیں؟ پھر یہ کیسی نادانی ہے کہ محدود کو غیر محدود کے مقابلے میں لایا جائے؟ کیا وہ جو اپنے بندوں کو محض انھیں نوازنے اور سرفراز کرنے کے لیے اپنے در پر حاضری کے لیے بلاتا ہے، وہ صرف نیک کرداروں کو جن لے گا اور نالائقوں کو اپنے آستانے سے دھکار دے گا؟ اپنے خوان کرم سے اٹھا دے گا؟ یہ خیال کرنا بھی کتنی سخت گستاخی اور کیسی صریح نادانی ہے؟ اسی لیے فرمایا ہے اس بشارت دینے والے نے جس سے بڑھ کر کوئی بشر اب تک پردہ زین پر پیدا نہیں ہوا کہ

أَعْلَمُ النَّاسِ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَمْ يَغْفِرْ لَهُ

گنہگار وہ انسان ہے جو عرفات میں وقوف کرے اور یہ سمجھے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔
اس پر وہانہ مغفرت کے بعد کیا کوئی دیوانہ ہے کہ جو اپنے سفر حج کو ضائع سمجھے؟ جو جو نعمتیں اس سے
ماہہ سفر میں نازل ہوئی ہیں جو جو نوازشیں اس درمیان میں سرفراز کرتی رہیں کس کی زبان میں
طاقت ہے کہ ان کا شکریہ ادا کر سکے۔ بہر حال جو کچھ پیش آیا وہ اپنی اہلیت سے کہیں بڑھ کر اور
اپنے ظرف سے کہیں زائد...

ہاں ایک پیام لایا ہوں ہر مرد کے لیے ہر عورت کے لیے ہر چھوٹے کے لیے ہر بڑے
کے لیے ایک پیام ہے اور وہ ایک پیام ہے جو مسجد حرام سے خانہ کعبہ سے مسجد نبوی سے
حجرہ مطہرہ سے محراب شریف سے منبر مبارک سے منیٰ کی قربان گاہ سے عرفات کے میدان
سے زمزم کے قطروں سے خاک حرم کے ذروں سے سب کہیں وہی ایک پیام ملا اور وہ پیام
کونوا انصار اللہ کا ہے۔ وہ پیام دین کی نصرت کا ہے۔ ملائکہ رحمت نصرت دین کے
مظاہروں کے اشتیاق میں ہیں خواہ وہ معرکہ بدر کی صورت میں ہوں یا واقعہ کربلا کی شکل میں!
(سفر حجاز، ص ۱۸۴-۱۸۶-۱۸۷)

حج کی تمنا کسے نہیں؟ حج کرنے والوں اور تمنا کرنے والوں سب کے لیے

خود پڑھیے شوق حج کو حرارت دیجیے۔ عازمین حج کو تحفہ دیجیے

تحفہ حج ۵ مختصر کتابیں قیمت: ۲۵ روپے	ہدیہ حج ۳ مختصر کتابیں قیمت: ۱۶ روپے	حج کی دعائیں حج و عمرہ کی دعاؤں کا منفرد مجموعہ قیمت: ۳ روپے
--	--	--

مبارک باد! خوب صورت پیغام کے ساتھ

عید الاضحیٰ کارڈ

ایک نئی روایت

فریضہ حج ادا کرنے والوں کے لیے

حج کارڈ

ایک با معنی پیغام

زیادہ تعداد پر خصوصی رعایت

منشورات

فون: 042-5432191، 042-5434909، 042-54570

ایمیل: manshurat@hotmail.com

ڈسٹریبیوٹر: بک موائٹ (A/57) لاہور، فون: 021-4967661